نصوص کا دفع تعارض شرح مشکل الآثار کی روشنی میں

Essence of the Contradiction of the Commandments and Sharha Mushkil-lul-Aasaar

رحیم الدین (پی ایچ ڈی سکالر شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف ملاکنڈ)

ڈاکٹر بادشاہ الرحمٰن (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف ملاکنڈ)

Abstract

Right from the very beginning of the prophetic era up to 3rd century, the compilation process of traditions of the Holy Prophet has been well-maintained. The companions of the Prophet were extremely cautious, assiduous and focused to keep the authenticity of the traditions. The experts safe guarded the life record of the narrators and facilitated the difference between the acceptable and unauthentic traditions. Still some of the acceptable traditions were apparently found to have contradictions therein among them .The jurists and scholars kept in view the different back ground and contextual perspectives of the situations and narrators, in order to overcome the contradictions. Among such scholars, one was Ahmad Bin Mohammad Al Tahavi, who was born in 853 A.H., at Taha village of Egypt .His expertise, depth and vastness of knowledge can be rightly and precisely estimated by studying his books assiduously. Hafiz Zahabi honoured him with the titles of Imam ,Allama, Great Hafiz,Muhaddis and the Jurist of Egypt .One of his prominent books is Sharha_e Mushkil_lul_ Aasaar,in which he has exercised the methodology of concordance, preference, and abrogation in order to overcome the contradictions of the commandments. In this context, his approach is vividly research oriented .The main focus of his book is to clarify vagueness and ambiguity of the statements .For this purpose, he takes the supports of other well-known scholarly research findings and consent of the jurists as well.

Keywords: Sharha-e-Mushkil-lul-Aasaar, authenticity, Concordance Preference, abrogation

عہدِ نبوی سے شروع ہو کر تیسری صدی ہجری تک تدوین احادیث کا کام مکمل ہوا۔ صحیح اور غیر صحیح کی تمیز میں صحابہ کرام اور محدثین نے احتیاط کو ملحوظ رکھا۔ ائمہ فن نے راویوں کے حالات کو محفوظ کر کے مقبول اور مردود احادیث کی پہچان میں آسانی پیدا کی لیکن بعض احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہونے کے باوجود بظاہر متعارض تھیں۔ تب علماء نے ان احادیث کے پس منظر اور دیگر احوال کو مد نظر رکھتے ہوئے اس تعارض کو ختم کیا۔

نصوص کے تعارض کے خاتمہ کے لیے جن علماء نے کتابیں لکھیں۔وہ علوم شرعیہ میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ اصول کے بھی ماہر تھے۔ایسے علماء میں سے ایک امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔دفع تعارض کے سلسلے میں امام طحاوی صف اول پر فائز تھے۔امام طحاوی کا پورا نام احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ، حجری، ازدی، طحاوی، مصر کے "طحاوی" نامی گاؤں میں 239ھ بمطابق 853ء کو پیدا ہوئے۔اس وجہ سے طحاوی کہلائے۔آپ فقہ اور حدیث کے علوم میں کامل مہارت رکھتے تھے۔آپ کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"آپ کی تالیفات کے گہرے مطالعہ سے آپ کے رتبہ علمی، وسعت علمی اور متبحر ہونے کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے۔وہ آپ کا تذکرہ علامہ، امام، عظیم حافظ، محدث مصر اور فقیہ مصر کے الفاظ سے کرتے ہیں[1]۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شرح مشکل الآثار متعارض نصوص کا مجموعہ ہے۔جس میں انہوں نے نصوص کا دفع تعارض کیا ہے شرح مشکل الآثار کے مقدمے میں امام طحاوی کے اختیار کردہ منہج کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ملتی۔البتہ کتاب کے مطالعہ سے دفع تعارض کے سلسلے میں آپ کی اصول وشرائط اور طریقہ کار کی نشاندہی ہوتی ہے۔چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نصوص کا دفع تعارض تطبیق، ترجیح اور نسخ کے طریقوں کو اپناتے ہوئے کرتے ہیں۔دفع تعارض کے دوران آپ کا اسلوب محققانہ ہے۔ ترجیح دیتے وقت تعصب اور جانبداری سے دور رہتے ہیں۔ہر وقت دلیل کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں۔اس کتاب کی تالیف کا مقصد ہی اشکال اور تعارض نصوص کا خاتمہ ہے۔اس وجہ سے اس میں آپ نے علماء اور فقہاء کی تحقیق پر مبنی آراء بھی پیش کی ہیں۔

چونکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ دفع تعارض میں زیادہ تطبیق اور ترجیح سے کام لیتے ہیں لہذا اس مختصر مقالہ میں دفع تعارض کے سلسلے میں "شرح مشکل الآثار" کے اختیار کیے گئے اسلوب میں سے تطبیق اور ترجیح پر بحث کی گئی ہے۔

تعارض کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

تعارض باب تفاعل سے مصدر کا صیغہ ہے۔اس کا لغوی معنیٰ ظاہر ہونا، باہمی مخالفت یا باہمی ممانعت ہے[2]۔

تعارض کی اصطلاحی تعریف مختلف الفاظ سے ذکر کی گئی ہے، جیسا کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معْنَى التَّعَارُضِ بَيْنَ الْخَبَرَيْنِ وَالْقُرْآنِ مِنْ أَمْرٍ وَنَهْيٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ،أَنْ يَكُونَ مُوجِبُ أَحَدِهِمَا مُنَافِيًا لِمُوجِبِ الْآخَرِ"[3]۔

ترجمہ: یعنی تعارض کا معنیٰ یہ ہے کہ دو حدیثوں یا قرآن کے امر و نہی وغیرہ کے بارے میں اس طرح ہو کہ ایک کا حکم دوسرے کے حکم سے مخالف ہو۔

المعتصر میں تعارض کی تعریف میں یہ الفاظ مذکور ہیں:

"التعارض هو تقابل الدليلين على سبيل الممانعة الصورية"[4]

ترجمہ: یعنی تعارض دو دلیلوں کا ایسا تقابل ہے جو بظاہر ایک دوسرے کے مخالف ہوں۔

تعارض محدثین کے ہاں مختلف الحدیث کے نام سے معروف ہے۔ مختلف الحدیث سے مراد دو مقبول بظاہر متضاد احادیث کا ہونا ہے جن میں جمع و تطبیق ممکن ہو یا ان میں سے ایک کو ترجیح دینا ممکن ہو۔

امام طحاویؒ اور دفع تعارض میں ان کا طریقہ کار:

اگر دو نصوص کے درمیان تعارض موجود ہو تو امام طحاوی کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے تعارض کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اختلافی اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے علاوہ دوسری احادیث کو بھی پایا ہے جن میں غور و فکر کرنا لازمی ہے۔ پھر تعارض کا جواب ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں:

"فَكَانَ جَوَابُنَا لَهُ عَنْ ذَلِكَ بِتَوْفِيقِ اللهِ وَعَوْنِهِ"[5]

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ہمارا جواب یہ ہے اور وضاحت کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔

شرح مشکل الآثار کی مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دفع تعارض میں تطبیق کو مقدم رکھا ہے۔ انہوں نے، ماسوائے تعذر کے، ہر وقت جمع بین النصوص پر عمل کیا ہے۔ تطبیق سے مراد دو مختلف (نصوص) کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہے جس میں تقابل کا بھی خیال رکھا جاتا ہے[6]۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکل الآثار کے 128 ابواب میں تطبیق کا طریقہ اپنایا ہے۔ تطبیق سے فقہاء کا مقصد دونوں نصوص پر عمل کرنا ہوتا ہے، اسلیے کہ فقہاء کے ہاں "إعمال الدليلين أولى من إهمال أحدهما"[7] ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسرے پر عمل کرنے سے دونوں دلیلوں پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

تطبیق کے سلسلے میں امام طحاویؒ نے مندرجہ ذیل طریقہ کار اپنایا ہے:

1. عام نص کو خاص نص پر حمل کر کے تطبیق پیدا کرنا: اگر دو نصوص باہم متعارض ہوں۔ ایک عام نص ہو اور دوسرا خاص ہو۔ تو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ایک نص شرعی کے عام حکم کو دلائل کی بنیاد پر دوسری نص کے خاص حکم پر حمل کرتے ہیں۔ جیسے کہ ایک روایت میں منقول ہے کہ جب کوئی چھینکنے پر اللہ تعالیٰ کا حمد نہ کرے تو اس کو جواب نہ دیا جائے[8]، اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ چھینکے تو اس کا جواب دیا جائے[9]۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صرف اس چھینکنے والے کے چھینکنے کا جواب دینا حق (لازم) ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے[10]۔

یہاں پر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے عام نص کو خاص نص پر محمول کر کے تعارض کو دفع کیا ہے۔

2 مطلق کو مقید پر حمل کر کے تطبیق پیدا کرنا: جب ایک حکم مطلق ہو اور دوسرا مقید ہو تو امام طحاوی مطلق کو مقید پر حمل کر کے دونوں نصوص میں تطبیق پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً روایت ہے کہ بخار جہنم کے جوش میں سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کیجیے[11] جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ اس کو زم زم کے پانی سے ٹھنڈا کیجیے[12]۔

اس تعارض کو دفع کرنے کے لیے امام طحاوی نے ایک اور حدیث پیش کی ہے جس میں زمزم کے پانی کو بیماری کے لیے شفاء قرار دیا گیا ہے[13] اور اس کی رو سے پہلی حدیث میں مطلق پانی کو زمزم کے پانی کے ساتھ خاص کیا ہے[14] اس طرح امام طحاوی نے عام پانی کو زم زم کے پانی کے ساتھ مقید کر کے تعارض کو دفع کیا ہے۔

3 دو متعارض نصوص کے ایک نوع کا حکم دو مختلف محال پر حمل کر کے تطبیق پیدا کرنا:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جگہ جمع بین النصوص کے سلسلے میں یہ طریقہ کار اپنایا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث کے مطابق رسول اللہ نے عیاض نامی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا[15] اور دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مقوقس جو کہ منکر اسلام تھا) کا ہدیہ قبول فرمایا[16]۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث کی تطبیق کے سلسلے میں جواب دہ ہیں کہ عیاض مشرک اور روز آخرت سے منکر تھا جب کہ مقوقس منکر اسلام ہونے کے باوجود اہل کتاب میں سے تھا اور آخرت کا اقرار کرنے والے تھا، لہذا دونوں کا حکم الگ الگ تھا[17] اور یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کا ہدیہ رد کر دیا اور دوسرے کا ہدیہ قبول فرمایا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کو اختلاف محال پر حمل کر کے تعارض کا خاتمہ کیا ہے۔

4 دو متعارض نصوص کا دو مختلف حالتوں پر حمل کر کے تطبیق پیدا کرنا:

جب دو نصوص کا حکم مختلف ہو اور محل (مسئلہ) ایک ہو تو امام طحاوی ان کو دو مختلف حالتوں پر حمل کر کے تطبیق پیدا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر "أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق" دعا کے اثر کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ دعا پڑھ کے کوئی چیز رات بھر ضرر نہیں پہنچائے گی[18] جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ کسی مکان میں اقامت اختیار کرنے کے بعد روانگی تک کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی[19]۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حالت اقامت میں یہ صبح تک ہر ضرر سے محفوظ رکھے گی جب کہ حالت سفر میں ایک مکان میں اقامت اختیار کرنے کے بعد روانگی تک ہر ضرر محفوظ رکھے گی۔ اصل میں نماز میں قصر اور روزوں کی فرضیت میں تخفیف دینے کی طرح اس دعا میں بھی سفر کی وجہ سے مسافر کی سہولت کو مد نظر رکھا گیا ہے[20]۔

5 دو متعارض نصوص کا محل ایک قرار دے کر تطبیق پیدا کرنا:

اگر دو نصوص ایک ہی محل اور حکم میں بظاہر متعارض ہوں تو بعض اوقات امام طحاوی ان دونوں نصوص کا محل اور حکم ایک قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ بعض احادیث میں رسول اللہ پر ارادتاً جھوٹ بولنے کے بارے میں وعید آئی ہے[21] جب کہ بعض دیگر احادیث میں بغیر ارادے کے جھوٹ بولنے کے بارے میں بھی وہی وعید آئی ہے[22]۔

امام طحاوی نے دونوں قسم کی روایات کا مقصد ایک قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جھوٹ، زنا اور چوری کا ارتکاب ارادے کے بغیر نہیں ہو سکتا البتہ قتل ارادے اور بغیر ارادے کے ہو سکتا ہے[23] لہٰذا دونوں احادیث میں وعید ارادتاً جھوٹ بولنے کے وقت ہے کیونکہ جھوٹ کا ارتکاب بلا ارادہ ہو ہی نہیں سکتا۔

6 مختلف نصوص مختلف اوقات پر حمل کر کے تطبیق کرنا:

دو نصوص متعارض ہو تو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ان نصوص کو مختلف زمانوں پر حمل کر کے تطبیق پیدا کرتے ہیں۔ نجاشی کی موت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ سے دو قسم کی روایات منقول ہیں۔ ایک روایت میں ان کی موت کے بارے میں اتنی جزم اور تاکید نہیں[24] جب کہ دوسری میں اتنی جزم ہے کہ صحابہ کرام کو نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا[25]۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ دونوں نصوص میں تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ہدیے کا معاملہ متاخر ہوا اور نجاشی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خبر نہ ملی تو اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی نہ ہونے کی وجہ سے عام انسانوں کی طرح تردد میں تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب صحابہ کرام کو نجاشی کی موت کی خبر دی[26]۔

7 متعارض نصوص میں تاویل کر کے تطبیق پیدا کرنا:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بظاہر دو متعارض نصوص کا ظاہری معنی کو ترک کر کے غیر ظاہری معنی لیتے ہیں۔ اس طرح دلائل کی روشنی میں بذریعہ تاویل نصوص کا تعارض دفع کر دیتے ہیں، جیسا کہ عمرو بن العاص اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:"يا عمرو بايع فإن الإسلام يجب ما كان قبله"[27] اے عمرو! اسلام پر بیعت کر، بے شک اسلام ان گناہوں کو مٹاتا ہے جو اس سے پہلے کیے گئے ہوں۔

جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ جو اسلام میں اچھا رہا تو اس کی جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہیں ہو گا اور جو اسلام لا کے برے اعمال کرتا رہا تو اس کے اول اور آخر کا مواخذہ ہو گا[28] ان دونوں نصوص کی وضاحت کے لیے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیات پیش کی:

"مَن جَاء بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ منها"[29]"وَمَن جَاء بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا"[30]

یہاں پر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "حسنة" کی اسلام سے اور "سيئة" کی کفر سے تاویل کی۔ نصوص کے مابین تطبیق کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ جو اسلام لایا تو اس کی جاہلیت کے تمام گناہ ختم ہو جائیں گے، اور جو اسلام آنے کے بعد بھی کفر پر عمل پیرا رہا تو اس کو اسلام سے پہلے جاہلیت میں کی گئی برائی کی سزا بھی ملے گی[31]۔

8 دونوں نصوص قابل وقوع قرار دے کر تطبیق پیدا کرنا:

جب نصوص شرعیہ کے مابین تعارض ہو لیکن اس کی نوعیت باہمی تضاد کی نہ ہو تو امام طحاوی دلائل کی بنیاد پر ان میں یکسانیت پیدا کر کے دونوں احکام جائز قرار دیتے ہیں، جیسا کہ آیت کریمہ: "لا تحسبن الذين يفرحون بما أتوا ويحبون أن يحمدوابمالم يفعلوا"[32] کی شان نزول کے بارے میں دو مختلف روایات منقول ہیں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے[33] جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت مبارکہ کے سبب نزول سے بہ یک وقت دونوں مراد لینا جائز ہے[34] اوراس طرح آیت کریمہ کے سبب نزول کے بارے میں تعارض کا خاتمہ ہو جائے گا۔

9 نص پر اضافہ کے ذریعے تطبیق پیدا کرنا:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی دو متعارض نصوص میں سے ایک پر دلائل کی روشنی میں اضافہ کر کے تطبیق پیدا کر دیتے ہیں۔

مثلاً ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اگر قبطی غلام کو ماریہ قبطیہ کے پاس پایا تو اس کو قتل کرنا[35] اس حدیث کی معارض کے طور پر دوسری حدیث یہ پیش کی ہے کہ صرف تین صورتوں میں خون بہانا (قتل کرنا) جائز ہے:

i شادی شدہ کا زنا کرنا ii مرتد ہونا iii قصاص میں قتل ہونا[36]۔

امام طحاوی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس وقت بعض صورتیں اور بھی تھیں جن کی وجہ سے قتل جائز تھا[37] جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے: "أن من وجد رجلا في بيته قد دخله بغير إذنه حلال له قتله"[38] جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت لئے داخل پایا گیا تو اس کے لئے اس کا قتل جائز ہے"۔

اس طرح دونوں نصوص کے مابین جمع باعتبار زیادۃ علی النص کے اعتبار سے ہوا۔

10 ایک حکم کو خصوصیت رسول ﷺ قرار دے کر تطبیق پیدا کرنا:

وہ احکام جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھے، بعض دفعہ امت کو دیے گئے احکام کے ساتھ متعارض ہو جاتے ہیں۔ دیگر محدثین کی طرح امام طحاوی بھی اس حکم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت

قرار دے کر مدلل انداز میں تطبیق کا طریقہ اپناتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا:"لا يحكم أحدكم بين اثنين وهو غضبان"[39] تم میں سے کوئی دو افراد کے مابین غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور انصاری کے مابین فیصلہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت غصہ میں تھے[40]۔

امام طحاوی اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں گناہوں سے محفوظ ہیں۔ دوسرے لوگوں کی بر عکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام امور (اقوال افعال وغیرہ) کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کی۔ چنانچہ باقی امت کو غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے منع کیا گیا ہے[41]۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کی ایک مثال ہے۔ شرح مشکل الاثار کے تین ابواب میں انہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حکم کی تخصیص کر کے تطبیق پیدا کی ہے۔

11 ایک نص کے حکم میں دوسرے نص کے افراد شامل کر کے تطبیق پیدا کرنا:

بعض متعارض نصوص کی ایک نص دوسری نص کے افراد کو بھی شامل ہوتی ہے۔ امام طحاوی تحقیق کے بعد ایک نص کے حکم کو دوسری نص کے افراد کے لیے ثابت کر دیتے ہیں۔ اس طرح یہ متعارض نصوص موافق بن جاتے ہیں۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں مگر:

i نیک فرزند جو اس کے لئے دعا کرے۔

ii اس کا علم جس سے اس کی موت کے بعد فائدہ اٹھایا جاوے اور

iii صدقہ جاریہ[42]۔

جب کہ دوسری روایت اس کی معارض کے طور پر پیش کی کہ جس نے کوئی اچھا طریقہ نکالا اور اس کے بعد لوگوں نے اس پر عمل کیا تو اس کو اس پر عمل کرنے والے کے برابر اجر ملے گا[43]۔ امام طحاوی نے ان احادیث میں جمع کی صورت یوں بیان کی کہ حدیث میں "السنة المستنة (حسنة)" سے مراد یہاں پر علم ہے جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے[44] اور اس طرح دونوں نصوص کے درمیان کوئی تضاد نہیں رہا۔

یہاں تک تطبیق کے اہم مباحث ذکر کیے گئے، اب جمع و تطبیق کے علاوہ تعارض کو دفع کرنے کے لیے دوسرے اہم طریقہ سے تعرض کیا جاتا ہے، امام طحاویؒ کی کتاب میں غور کیا جائے تو جمع و تطبیق کے بعد انہوں نے دوسرا درجہ ترجیح کو دیا ہے۔ ترجیح دلالت کی قوت کی خصوصیت کی بناء پر حکم کے دو طریقوں میں سے ایک کو مقدم رکھنے کو کہتے ہیں[45]۔

امام طحاوی نے 28 ابواب میں "ترجیح" کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

ترجیح کے سلسلے میں امام طحاوی مدلل انداز میں راجح قول کو ثابت کرتے ہیں۔ امام طحاوی علم فن رجال اور متضاد روایات میں سے کسی ایک روایت کو باعتبارِ سند کے مرجوح قرار دینے سے بھی کام لیتے ہیں۔

ترجیح کے باب میں اہم مرجحات یہ ہیں:

1 کثرت رواۃ کی وجہ سے ترجیح دینا:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی اکثر جگہوں میں اس روایت کو ترجیح دی ہے جس کے راوی دوسری روایت کے مقابلے میں زیادہ ہو، مثلاً حدیث نمبر 739 کو ترجیح آپؒ نے اس کی کثرت رواۃ کی بناء پر دی ہے۔اس حدیث کی معارض روایت کی رواۃ دو جب کہ خود اس کی رواۃ چار ہیں، چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"وَكَانَ أَرْبَعَةٌ أَوْلَى بِالْحِفْظِ مِنَ اثْنَيْنِ"[46]۔

2 احفظ اور اضبط راوی کی حدیث کو ترجیح دینا:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بمقابلہ عبد اللہ بن ابی بکر قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علی کی روایت کو ترجیح اس کے احفظ اور اضبط ہونے کی بنیاد پر دی ہے[47]۔

3 فقیہ راوی کی روایت کو ترجیح دینا: امام طحاوی نے نماز قصر کے باب میں بمقابلہ عبد الرحمٰن بن الاسود مسروق بن الاجدع رحمۃ اللہ علیہم کی روایت کو ان کی فقاہت اور علم و معرفت کی بنیاد پر ترجیح دی ہے[48]۔

4 زیادت علم کے ساتھ زیادت عمر کی وجہ سے ترجیح دینا: جیسے امام طحاوی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت پر ترجیح اس کی زیادہ علم و معرفت اور عمر کی بنیاد پر دی ہے[49]۔

5 مجہول (راوی) کی روایت پر عادل کو ترجیح دینا: جیسے کہ عبد اللہ بن حکیم الجہنی کی روایت کردہ حدیث کی تضعیف امام طحاوی نے مجہول ہونے کی بناء پر کی اور سیدۃ میمونہ رضی اللہ عنہا سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کو ترجیح دی ہے[50]۔

6 منقطع روایت کے مقابلے میں متصل روایت کو ترجیح دینا: جیسے انہوں نے ابو بحریہ کی منقطع روایت پر ترجیح عمرو بن میمون کی روایت کو دی[51]۔

7 جو راوی اپنی کتاب سے احادیث بیان کرتا ہو اُس کو اس راوی پر ترجیح دینا جو روایت زبانی بیان کرے: جیسے انہوں نے شجاع کی روایت کو ابن عیینہ کی روایت پر ترجیح احادیث کتاب سے بیان کرنے کی بناء پر دی[52]۔

8 متن کے اعتبار سے ترجیح دینا: اس قاعدے کے موافق انہوں نے چار طریقے اختیار کیے ہیں:

i مثبت کو منفی پر ترجیح دینا: سجود النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المفصل کے باب میں انہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پر ترجیح ابو ہریرہ کی روایت کو مثبت ہونے کی وجہ سے دی[53]۔

ii مرفوع حدیث کو موقوف حدیث پر ترجیح دینا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیاء کی امامت کے باب میں انہوں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پر ترجیح انس رضی اللہ عنہ کی روایت کو مرفوع ہونے کی بناء پر دی[54]۔

iii زیادت والے متن کو ترجیح دینا: شرح مشکل الاثار میں عقیقہ کے باب میں لڑکے پر دو بکروں کی ذبیحہ والی حدیث[55] کو ایک بکرے کی ذبیحہ والی حدیث[56] پر ترجیح اسی کی مثال ہے[57]۔

iv جس نص میں صحابہ کی نقص بیان ہوا ہو اس پر اس متن کو ترجیح دینا جس میں اس نقص کی نفی کی گئی ہو: عمرو بن میمون کی روایت کو ابو بحریہ کی روایت پر ترجیح اسی قاعدے کی مثال ہے[58]۔

9 امر خارجی کے اعتبار سے ترجیح دینا: اس قاعدے کے تحت انھوں نے چھ طریقے اختیار کئے ہیں:

i ادلہ کی کثرت کو ترجیح دینا: جیسے نماز کے قرات کے باب میں سیدنا قتادہ سے مروی حدیث کے بجائے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کو ترجیح اس کی مثال ہیں[59]۔

ii جس نص پر عمل متعذر ہو اس پر اس نص کو ترجیح دینا جس پر عمل کرنا ممکن ہو۔ جیسے جزیرہ عرب سے یہود و نصاریٰ کے اخراج کے باب میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایات کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پر ترجیح دی[60]۔

iii اس نص کو ترجیح دینا جس میں احتیاط برتی گئی ہو: جیسے گھٹنے کے ستر کے باب میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایات پر اولیٰ قرار دیا[61]۔

iv محدثین کی اختلافی تحقیق میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا: زوال اسلامی حکومت کے باب میں امام طحاوی کا مسروق کی روایت کو براء بن ناجیہ کی روایت پر ترجیح اسی کی مثال ہے[62]۔

v اس نص کو ترجیح دینا جو صحابہ کرام کے عمل کی موافق ہو: جیسے ناف کے ستر کے حکم کے باب میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ حدیث پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دی[63]۔

vi اس حدیث کو ترجیح دینا جو قواعد الشرعیۃ کے موافق ہو: جیسے ابیؒ ابن سلول پر نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کے باب میں امام طحاوی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بجائے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو ترجیح شریعت کے قواعد سے موافق ہونے کی وجہ سے دی[64]۔

10 اعرابی تحقیق کے ذریعے ترجیح: بعض اوقات امام طحاویؒ دفع تعارض کے سلسلے میں اعرابی تحقیق کر کے ترجیح کا طریقہ کار اختیار کرتے ہیں، مثال کے طور پر حدیث: "لا يلدغ المؤمن من جحر واحد مرتين"[65] یہ حدیث دو طرح سے منقول ہوئی ہے رفع کے ساتھ بھی اور جزم کے ساتھ بھی۔ امام طحاوی ان کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن بار بار گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور اس کی مثالیں قرآن مجید سے دیتے ہیں، جیسے: "كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ"[66] اور "وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا"[67] امر کا صیغہ ہوتے ہوئے

اس کا معنی ہو گا: بلاشبہ مؤمن ایک سوراخ سے دوبار نہ ڈسا جائے، جب کہ خبر ہو کے اس کا معنی ہو گا: بلاشبہ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔

بعض علماء کے نزدیک حدیث کے الفاظ رفع کے ساتھ ہیں یعنی یہ خبر ہے امر کا صیغہ نہیں ہے۔ انہوں نے قرآن مجید سے اس کی مثالیں دی ہیں جیسے: "وَلاَ يَخَافُ عُقْبَاهَا"[68] اور "وَلَاتَزِرُوَازِرَةٌوِزْرَأُخْرَ"[69]۔

امام طحاویؒ نے قول ثانی کی تائید میں ایک قول نقل کیا کہ اگر اس سے قول اولیٰ مراد ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمن کا ذکر ہی نہ کرتے یعنی مؤمن اللہ کی سزا سے خود کو مامون سمجھ کر بار بار گناہ نہیں کرتا، لہذا معلوم ہوا کہ یہ رفع کے ساتھ ہوتے ہوئے خبر ہے نہ کہ امر۔ اس طرح امام طحاوی نے: "لایلدغ المؤمن" میں "لا" بمعنی "لیس" کے معنی میں استعمال کر کے قول ثانی کو ترجیح دی[70]۔

11 لغوی تحقیق کے ذریعے ترجیح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جنت میں ولد زنا نہیں جائے گا[71]۔ بظاہر اس سے مراد وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جو زنا کے نتیجے میں پیدا ہوا ہو۔ لیکن امام طحاوی نے تصریح کی ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو زنا کا عادی ہو گیا ہو حتی کہ زنا اس کی صفت غالبہ بن گئی ہو اسی بناء پر اس کی طرف منسوب ہو گیا کہ یہ ولد زنا ہے جیسا کہ جن لوگوں کے پیش نظر صرف دنیا ہو ان کو ابناء الدنیا کہا جاتا ہے اور جو شخص احتیاط کی بناء پر زیادہ ڈرتا ہے اسے ابن الحذر کہا جاتا ہے چالاک شخص کو ابن الاقوال کہا جاتا ہے اور مسافر کو ابن سبیل کہا جاتا ہے اسی طرح زنا کے عادی شخص کو ابن زنیہ (زناکار) کہا گیا ہے[72]۔

نتائج بحث:

خلاصہ یہ ہوا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکل الآثار میں اپنے اسلوب کی وضاحت نہیں کی ہے، البتہ ان کی کتاب کو غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں دفع تعارض کے سلسلے میں مختلف طریقے اپنائے ہیں۔ ان طریقوں میں سے سب سے اہم اور زیادہ اختیار کیا ہوا طریقہ تطبیق کا ہے اور دوسرے نمبر پر ترجیح کا۔ اس کے علاوہ بھی کئی دوسرے جزوی طریقے ہیں مثلاً نسخ وغیرہ لیکن بوجہ طول ان سے تعرض نہیں کیا گیا۔

اس سارے بحث سے معلوم ہوا کہ بنیادی طور پر نصوص میں تعارض نہیں ہوتا، البتہ ان کو ٹھیک طور پر نہ سمجھنے سے ظاہری طور پر تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن غور کرنے سے وہ تعارض دفع ہو جاتا ہے۔ اسی بات کی طرف امام ابن تیمیہؒ نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے: "وَأَنَّ الْأَدِلَّةَ الصَّحِيحَةَ لَا يَكُونُ مَدْلُولُهَا إلَّا حَقًّا وَالْحَقُّ لَا يَتَنَاقَضُ بَلْ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا"[73] نصوص شرعیہ صرف حق راستے کی رہنمائی کرتی ہیں، حق میں اختلاف نہیں ہو سکتا بلکہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہے۔

حواشی ومصادر

1 الذہبی،سیر أعلام النبلاء،ج15،ص47،مؤسسۃالرسالہ،بیروت،1990ء

2 المنیاوی،أبو المنذرمحمودبن مصطفیٰ،المعتصرمن شرح مختصر الأصول من علم الأصول،ص222/1، مصر،1431ھ/2010ء

3 الخطیب البغدادی،أبو بکر أحمد بن علی،الکفایۃ فی علم الروایۃ،ص433/1،بدون تاریخ

4 المعتصرمن شرح مختصر الأصول من علم الأصول،ص22/1

5 الطحاوی،أبو جعفر،أحمد بن محمدبن سلامہ،شرح مشکل الآثار،جزء:1،باب:38،بذیل حدیث:218، مؤسسۃ الرسالۃ،1415ھ/1994ء

6 الجرجانی،علی بن محمد،التعریفات،ص61/1،دار الکتب العلمیہ بیروت،لبنان،1403ھ/1983ء

7 الأسنوی،أبو محمد عبدالرحیم،نہایۃ السول شرح منہاج الوصول،ص375/1،دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان،1420ھ/1999ء

8 مسلم بن الحجاج أبو الحسن،المسند الصحیح المختصر بنقل العدل إلی رسول اللہ ﷺ ،صحیح ،کتاب الزہد والرقائق(53)باب تشمیت العاطس(9)حدیث:2992،دار احیاء تراث العربی،بیروت

9 البخاری،أبو عبداللہ،محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ،صحیح بخاری ،کتاب الجنائز(11)،باب الأمر باتباع الجنائز (2)حدیث:124،دار طوق النجاۃ،1422ھ

10 شرح مشکل الآثار،جزء:2،باب:78،حدیث:531

11 البخاری،کتاب الطب(55)باب الحمی من فیح جھنم(27)حدیث:5725

12 ایضاً:کتاب بدالخلق(40)باب صفۃ النار ،و أنہا مخلوقۃ(10)حدیث: 3261)

13 الطیالسی،أبوداؤد،سلیمان بن داؤد،مسند أبی داود الطیالیسی،حدیث أبی ذر الغفاری،حدیث:459،دار ھجر ،مصر،1419ھ/1999ء

14 شرح مشکل الآثار،جزء:5،باب:299،حدیث:862

15 أبو عبداللہ أحمد بن محمد ابن حنبل الشیبانی،البغدادی،مسند احمد،مسند الشامین (8)عیاض بن حمار المجاشعی(59)حدیث:1748مؤسسۃ الرسالۃ،1421ھ/2001ء

16 البزار،أبوبکر،أحمد بن عمر،مسند البزار،مسندبرید بن الحصیب،حدیث:4423،مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ،2009ء

17 شرح مشکل الآثار،جزء:6،باب:412،حدیث:257

18 ابن ماجہ،أبو عبداللہ،محمد بن یزید ربعی قزوینی،سنن ابن ماجہ ،کتاب الطب(31)باب رقیۃ الحیۃ والعقرب(35)حدیث:3518

19 مسلم،کتاب الذکر والدعاء والإستغفار (48)باب فی التعوذ من سوء القضاء الخ(16)حدیث:2808

20 شرح مشکل الآثار،جزء:1،باب:3،حدیث:35

21 البخاری،کتاب العلم(2)باب من کذب علی النبی ﷺ(38)حدیث:107

22 ایضاً:کتاب الجنائز(11)باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت(33)حدیث: 1291

[23] شرح مشكل الآثار،جزء:1،باب:62،حديث:417

[24] مسند أحمد،مسند القبائل(16)حديث:ام كلثوم بنت عقبه الخ(21)حديث:2726

[25] البخاری،کتاب الجنائز(11)باب الصفوف على الجنازه(53)حديث:1320

[26] شرح مشكل الآثاسر،جزء:1،باب:57،حديث:356

[27] صحيح مسلم،کتاب الإيمان(1)باب كون الاسلام يهدم ما قبله الخ(54)حديث:121

[28] البخای،کتاب إستتابة المرتدين الخ(67)باب اثم من اشرک بالله الخ(1)حديث:6921

[29] النمل:89/27

[30] الأنعام:160/6

[31] شرح مشكل الآثار،جزء:1،باب:75،حديث:507

[32] آل عمران:188/3

[33] البخاری،کتاب التفسير القرآن(44)باب"لا تحسبن الذين يفرحون بما أتوا ويحبون أن يحمدوا بما لم يفعلوا"(73)حديث:4567

[34] شرح مشكل الآثار،جزء:5،باب:296،حديث:1830

[35] مسند البزار ،مسند على بن ابى طالب(5)ما روى ابن مسعود عن على بن ابى طالب(57)حديث:643، مسند أحمد،مسند الخلفاء الراشدين(2)مسند على بن ابى طالب(4)حديث:629

[36] الترمذی،أبو عيسیٰ،محمدبن عيسیٰ،سنن ترمذی ،ابواب الفتن (35)باب ما جاء لا يحل دم الخ(1) حديث:2158،دار الكتاب العلميه،بدون تاريخ

[37] شرح مشكل الآثار،جزء:12،باب: 782،حديث:4953

[38] ايضاً

[39] البخاری،کتاب الأحكام(71)باب هل يقضى القاضى أو يفتى هو غضبان(13)حديث:7158، مسلم،کتاب الحدود(29)باب كراهة القضاء(7)حديث:1717

[40] البخاری،کتاب المسقاة(24)باب سكر الأنهار(7)حديث:2359

[41] شرح مشكل الآثار،جزء:90،باب:90،حديث:433

[42] صحيح مسلم،کتاب الذكر والدعاء والتوبة والإستغفار(48)باب كراهة تمنى الموت(4)حديث:2682

[43] ايضاً:کتاب العلم(47)باب من سن سنة حسنة الخ(6)حديث:1017

[44] شرح مشكل الآثار،جزء:1،باب:43،حديث:251

[45] الطوفی،نجم الدين ،ابو الربيع ،شرح مختصر الروضة،ج3،ص673،مؤسسة الرسالة ،1407ھ/1978ء

[46] شرح مشكل الآثار،جزء (2)باب نمبر108،بذيل حديث:739

[47] شرح مشكل الآثار،جزء(5)باب نمبر :332،حديث نمبر:2064

[48] شرح مشكل الآثار،جزء(11)باب(659)مشكل اتمام المسافر حديث:4263

[49] شرح مشكل الآثار،جزء: 13باب(802)بذيل حديث:5070

[50] شرح مشكل الآثار،جزء:8،باب نمبر 521،حديث:3236

51 شرح مشكل الآثار،جزء :12،باب783،حديث:4954

52 شرح مشكل الآثار،جزء:4،باب276،حديث:1671

53 شرح مشكل الآثار،جزء:9،باب:571،بذيل حديث:3599

54 شرح مشكل الآثار،جزء:12،باب:792،بذيل حديث:5012شرح مشكل الآثار،جزء:3،باب160،ح:1038

55 سنن ترمذى،ابواب الأضاحى(21)باب الاذان فى اذن المولود(17)حديث:1516سنن ابى داؤد،كتاب الضحايا(10)باب فى العقيقه(21)حديث:2836

56 سنن ترمذى،ابواب الأضاحى(21)باب الأذان فى اذن المولود(17)حديث:1514:سنن ابى داؤد،كتاب الضحايا(10)باب فى العقيقه(21)حديث:2841

57 شرح مشكل الآثار ،جزء3،باب مشكل ما يذبح عن المولود(160)حديث:1047

58 شرح مشكل الآثار ،جزء12،باب بيان ما روى ابو بحريه عن عمر فى طلحه(783)حديث:4955

59 شرح مشكل الآثار ،جزء 12،باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ(729)حديث:4628

60 شرح مشكل الآثار،جزء:7،باب:435،بذيل حديث:2863۔2866

61 شرح مشكل الآثار،جزء:4،باب:281،حديث:1703

62 شرح مشكل الآثار،جزء4،باب:263،حديث:1612

63 شرح مشكل الآثار،جزء:4،باب:281،حديث:1712

64 شرح مشكل الآثار،جزء:1،باب :9،بذيل حديث:68

65 البخارى،كتاب الأدب حديث:6133

66 العلق:19/96

67 الدهر:24/76

68 الشمس:15/91

69 الفاطر:18/35

70 شرح مشكل الآثار،جزء 4،باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ من قوله لا يلدغ المؤمن (229)حديث:1464

71 سنن الكبرىٰ لنسائى،كتاب العتق(27)ذكر الإختلاف على مجابد الخ(11)حديث:4903،صحيح ابن حبان،كتاب الزكاة(10)باب ذكر الأخبار عن اباحة(11)حديث:3383

72 شرح مشكل الآثار،جزء(2)باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله عليه السلام أنه قال لا يدخل الجنة الخ(135)حديث:911

73 ابن تيميه،تقى الدين،أحمد بن عبدالحليم،مجموع الفتاوىٰ مجمع الملک فهدلطباعت المصحف الشريف،المدينة النبويه،1416ھ /1999ء